

سُورَةُ النَّاسِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ الْهَمَّالِيِّ النَّاسِ إِلَهُ النَّاسِ مِنْ

شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ مَنِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ

وَمِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

دجال معمود ایک شخص نہیں ہے ورنہ ناس کا لفظ اس پر اطلاق نہ پاتا اور اس میں کیا شک ہے کہ ناس کا لفظ صرف گروہ پر بولا جاتا ہے۔ سوجو گروہ شیطان کے دساوس کے نیچے چلتا ہے وہ دجال کے نام سے موسم ہوتا ہے اسی کی طرف قرآن شریف کی اس ترتیب کا اشارہ ہے کہ وہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** سے شروع کیا گیا اور اس آیت پر ختم کیا گیا **الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ لَمِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ** پس لفظ ناس سے مراد اس جگہ بھی دجال ہے۔ حاصل اس سورت کا یہ ہے کہ تم دجال کے فتنے سے خدا تعالیٰ کی پناہ پکڑو۔ اس سورت سے پہلے سورۃ اخلاص ہے جو میسايت کے اصول کے رد میں ہے۔ بعد اس کے سورۃ فلق ہے جو ایک تاریک زمانہ اور سورتوں کی مکاری کی خبر دے رہی ہے اور پھر آخری یہ گروہ سے پناہ مانگنے کا حکم ہے جو شیطان کے زیر سایہ چلتا ہے۔ اس ترتیب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی گروہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں شیطان کہا ہے۔ اور اخیر میں اس گروہ کے ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمان میں اس گروہ کا غلبہ ہو گا جن کے ساتھ نَفَّاثَتٍ

فِي الْعَقِدِ شُهُولٌ گی یعنی ایسی عیسائی سورتیں جو گھر دل میں پھر کرو شکش کریں گی کہ سورتیں کو خاوندوں سے علیحدہ کریں اور عقد نکاح کو تاریخی خوب یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تینوں سورتیں قرآن شریف کی وجہی فتنہ کی خبر دے رہی ہیں اور حکم ہے کہ اس زمانے سے خدا کی پناہ مانگو تا اس شتر سے حفاظت رہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شور و صرف آسمانی انوار اور برکات سے دور ہوں گے جن کو آسمانی میسح اپنے ساتھ لائے گا۔ (ایام القلم صفحہ ۲۲)

اس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی سنتی خود کے ساتھ عارضی سنتی خود کا بھی اشارہ ذکر فرمایا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اخلاقی فاضلہ کی تکمیل ہو رہا چاہے اس سورت میں تین قسم کے حق بیان فرمائے ہیں۔ اول فرمایا کہ تم پناہ مانگو اللہ کے پاس جو جامع جیسی صفات کا ملہ ہے اور جو رب ہے لوگوں کا۔ اور ملک بھی ہے اور معبد و مطہر حقیقی بھی ہے۔ یہ سورت اس قسم کی ہے کہ اس میں اصل توحید کو تو قائم رکھا ہے مگر معایہ بھی بھیجا شارہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق بھی ضائع نہ کریں جو ان اسماوں کے مظہر ظلی طور پر ہیں۔ رب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہنچانے والا ہے لیکن عارضی او ظلی طور پر دُو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحاںی طور پر مرشد اور بادی ہے۔ (رومیدا و جلسہ دعا صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاقی فاضلہ کے لئے رَبُّ النَّاسِ کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایما و فرمایا ہے تاکہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شُکر گزاری سے حقیقی رب و بادی کی شُکر گزاری میں قدم اٹھائیں۔ اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورہ شریف کو رَبُّ النَّاسِ سے شروع فرمایا ہے إِلَهُ النَّاسِ سے آغاز نہیں کیا۔ چونکہ مرشد و روحاںی خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق اس کی توفیق وہیات سے تربیت کرتا ہے اس لئے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ پھر دوسرا بُلکہ اس میں مَلِكِ النَّاسِ ہے یعنی تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو ممتدن دُنیا کے اصول سے واتفاق کیا جاوے اور ممدب بنایا جاوے حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلی طور پر بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اس میں اشارہ مَلِک و قَت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایما ہے۔ یہاں کافرا و مشرک اور موحد بادشاہ یعنی کسی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے۔ خواہ کسی مذہب کا بادشاہ ہو۔ مذہب اور اعتقاد کے حصے جہاں ہیں۔ قرآن میں جہاں جہاں خدا نے مُحْسِن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور موحد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر مُحْسِن کی نسبت ذکر ہے خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں مُحْسِن کے ساتھ احسان

کرنے کی سخت تائید فرماتا ہے جیسے آیت ذیل سے ہو یاد ہے:

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا إِحْسَانٌ

کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے۔ (رومہ اوجلسہ دعا صفحہ ۱۱، ۱۲)

پہلے اس سورت میں خدا تعالیٰ نے رَبُّ النَّاسِ فرمایا پھر ملکِ النَّاسِ آخر میں رَبُّ النَّاسِ فرمایا جو اصلی مقصود اور مطلوبِ انسان ہے۔ رَبُّ ہے کہتے ہیں معبد، مقصود، مطلوب کو۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی یہی ہیں کہ لَا مَعْبُودٌ إِلَّيْ وَلَا مَفْصُودٌ إِلَّيْ وَلَا مَطْلُوبٌ إِلَّيْ إِلَّا اللَّهُ يُبَحِّي توحید ہے کہ ہر بدخش و ستابش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھہرا یا جافے پھر فرمایا مِنْ شَرِّ الْوُسُوَاءِ إِلَّا خَنَّاسٍ پہلے و سو سہ ڈالنے والے خناس کے شتر سے پناہ مانگو۔ خناس عربی میں سانپ کو کہتے ہیں جسے عبرانی میں خماش کہتے ہیں اس لئے کہ اس نے پہلے بھی بدی کی تھی۔ یہاں ایسیں یا شیطان نہیں فرمایا تاکہ انسان کو اپنی ابتداء کی ابتلاء یاد آوے کہ کس طرح شیطان نے اُن کے ابوین کو دھوکہ دیا تھا۔ اس وقت اس کا نام خناس ہی رکھا گیا۔ یہ ترتیب خدا نے اس لئے اختیار فرمائی ہے تاکہ انسان کو پہلے واقعات پر آگاہ کرے کہ جس طرح شیطان نے خدا کی اطاعت سے انسان کو فریب دے کر روگرداں کیا دیے ہی وہ کسی وقت بُلُكْ وقت کی اطاعت سے بھی عاصی اور روگرداں نہ کراوے یوں انسان ہر وقت اپنے نفس کے ارادوں اور منصوبوں کی جانچ پڑتاں کرے کہ مجھ میں بُلُكْ وقت کی اطاعت کس قدر ہے اور کوشش کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مغل سے شیطان اُس میں داخل نہ ہو جائے۔ اب اس سورت میں جو اطاعت کا حکم ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ اصلی اطاعت اُسی کی ہے مگر والدین، مرشد و ہادی اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم بھی خدا ہی نے دیا ہے اور اطاعت کا فائدہ یہ ہو گا کہ خناس کے قابو سے بچ جاؤ گے پس پناہ مانگو کہ خناس کی و سو سہ اندازی کے شتر سے محفوظ رہو۔ کیونکہ مومن ایک ہی سوراخ سے دُو مرتبہ نہیں کاملا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئے دوبارہ اُس میں نہ چنسو۔ پس اس سورت میں صریح اشارہ ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔ خناس میں خواص اسی طرح و دلیلت کے گئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے درخت اور پانی اور آگ وغیرہ چیزوں اور عناصر میں خواص رکھے ہیں۔ عنصر کا لفظ اصل میں عن رتر ہے۔ عربی میں ص اور س کا بدل ہو جاتا ہے یعنی یہ چیز اسرارِ الٰہی میں سے ہے۔ درحقیقت یہاں اگر انسان کی تھیثات روک جاتی ہے۔ غرض ہر ایک پیرو خدا ہی کی طرف سے ہے خراہ وہ بسانٹ کی قسم سے ہو خواہ مرگیات کی قسم سے جبکہ یہ بات ہے کہ ایسے بادشاہوں کو بیچج کر اُس نے ہزار ہامشکلات سے ہم کو چھڑایا اور ایسی تبدیلی بخشی کہ ایک آتشی تنور سے نکال کر ایسے باغ میں پہنچا دیا جہاں فرجت افزار پو دے ہیں اور ہر طرف ندیاں جاری ہیں اور ٹھنڈی خوشگوار

ہوائیں پل رہی ہیں پھر کس قدر ناشکری ہو گی اگر کوئی اس کے احانتات کو فراموش کر دے۔

(روئیداد جلسہ دعا صفحہ ۲۷، ۳۶)

جب انسان امانت سے بات نہیں کرتا تو اس وقت شیطان کا ملکوم ہوتا ہے۔ گویا خود رہی ہوتا ہے چنانچہ آیت
من العَنْتَةِ وَالنَّاسِ اس کی شاہد ہے۔
(تحفہ غوریہ صفحہ ۳۷)

کوہ کشمیں یوں دعا مانگا کر وکرہم و سوسہ انداز شیطان کے وسوسوں سے ہو گوں کے دلوں میں و سوسہ ڈالتا ہے
اور ان کو دین سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی بطور خود اور کبھی کسی انسان میں ہو کر خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ وہ حمد اجو
انسانوں کا پروردہ ہے، انسانوں کا بادشاہ ہے، انسانوں کا خدا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک
زمانہ آنے والا ہے جو اس میں نہ بھر دی انسانی رہبے گی جو پرورش کی جڑ ہے اور نہ سچا انصاف رہبے گا جو
بادشاہت کی شرط ہے تب اس زمانہ میں خدا ہی خدا ہو گا جو صیبتِ زدوں کا مرجع ہو گا۔ یہ تمام کلمات آخری زمانہ
کی طرف اشارات ہیں جب کہ امانت اور امانت دُنیا سے اٹھ جائے گی۔ (تحفہ غوریہ صفحہ ۸، حاشیہ)

وہ جو انسانوں کا پروردگار اور انسانوں کا بادشاہ اور انسانوں کا خدا ہے میں و سوسہ انداز خناس کے سوتوں
سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ وہ خناس جو انسانوں کے دلوں میں و سوسہ ڈالتا ہے جو جتوں اور آدمیوں میں ہے
ہے۔ اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ اس خناس کی و سوسہ اندازی کا وہ زمانہ ہو کہ جب اسلام کے لئے ذکری مرتب اور
عالمِ رب ای زمین پر موجود ہو گا اور نہ اسلام میں کوئی حامی دین بادشاہ ہو گا تب مسلمانوں کے لئے ہر ایک موقع پر خدا
ہی پناہ ہو گا۔ وہی خدا وہی مرتبی وہی بادشاہ ہیں۔

اب واضح ہو کہ خناس شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی جب شیطان سانپ کی سیرت پر قدم مارتا
ہے اور گھلے گھلے اکراہ اور جبر سے کام نہیں لیتا اور سراسر مکروہ فرب اور و سوسہ اندازی سے کام لیتا ہے اور
اپنی نیش زنی کے لئے نہایت پوشیدہ راہ اختیار کرتا ہے تب اس کو خناس کہتے ہیں۔ جبراں میں اس کا نام خشاش
ہے چنانچہ توریت کے ابتداء میں لکھا ہے کہ خشاش نے خواکو بکایا اور خوانے اس کے بہکانے سے وہ چل کایا
جس کا کھانا منع کیا گیا تھا تب آدم نے بھی کھایا۔ سواس سورت الناس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی خشاش آخری زمانہ میں
پھر ظاہر ہو گا۔ اسی خشاش کا دوسرا نام دجال ہے۔ یہی تھا جو آج سے چھے ہزار برس پہلے حضرت آدمؑ کے ٹھوکر کھانے کا
موجب ہٹوا تھا اور اس وقت یہ اپنے اس فرب میں کامیاب ہو گیا تھا اور آدم مغلوب ہو گیا تھا لیکن خدا نے چاہا
کہ اسی طرح چھٹے دن کے آخری حصے میں آدم کو پھر پیدا کر کے یعنی آخر ہزار ششم میں جیسا کہ پہلے وہ چھٹے دن میں
پیدا ہٹوا تھا خشاش کے مقابل پر اس کو کھڑا کرے اور اب کی دفعہ خشاش مغلوب ہوا اور آدم غالب یہ مخدانے آدمؑ
کی مانند اس عاجز کو پیدا کیا اور اس عاجز کا نام آدم رکھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ المام ہے آئندت آن استخلف

فَخَلَقَتْ آدَمَ أُورَنِيزِيَّةَ الْهَامِ خَلْقَ آدَمَ فَاكْرَمَهُ أُورَنِيزِيَّةَ الْعَالَمَ كَمَا أَدَمُ اسْكُنَ آنَتْ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ أَوْرَآدَمَ کی نسبت توریت کے پہلے باب میں یہ آیت ہے تب خدا نے کما کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنادیں۔ دیکھو تو ریت باب اول آیت ۲۶۔ اور پھر کتاب وانی ایل باب ۱۲ میں لکھا ہے: اور اُس وقت میکائیل (جس کا ترجمہ ہے خدا کی مانند) وہ بڑا سردار جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہے اُٹھے گا (یعنی مسیح موعود آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا) پس میکائیل یعنی خدا کی مانند درحقیقت توریت میں آدم کا نام ہے اور حدیث بنوی میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود آدم کے رنگ پر ظاہر ہو گا اس وجہ سے آخر ہزار ششم اس کے لئے خاص کیا گیا کیونکہ وہ بجائے روز ششم ہے یعنی جیسا کہ روز ششم کے آخری حصے میں آدم پیدا ہوا اسی طرح ہزار ششم کے آخری حصے میں مسیح موعود کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا۔ اور جیسا کہ آدم تحاش کے ساتھ آزمایا گیا جس کو عربی میں خناس کہتے ہیں جس کا دوسرا نام دجال ہے ایسا ہی اس آخری آدم کے مقابل پر تحاش پیدا کیا گیا تا وہ زم مزاج لوگوں کو حیات ابدی کی طمع دے جیسا کہ خدا کو اس سانپ نے دی تھی جس کا نام توریت میں تحاش اور قرآن میں خناس ہے لیکن اب کی دفعہ مقدار کیا گیا کہ یہ آدم اُس تحاش پر غائب آئے گا۔ غرض اب پھر ہزار برس کے اخیر پر آدم اور تحاش کا پھر مقابلہ آپڑا ہے اور اب وہ پرانا سانپ کا شتر پر قدرت نہیں پائے گا جیسا کہ اس نے خدا کو کائن اور پھر آدم نے اسی زہر سے حصہ لیا بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ اس سانپ سے پتچے کھیلیں گے اور وہ ضرر رسانی پر قادر نہیں ہو گا۔ قرآن شریف میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ اس نے سورۃ فاتحہ کو الصَّابَرِینَ پر ختم کیا اور قرآن کو خناس پر تاد الشَّنَدِ انسان سمجھ سکے کہ حقیقت اور رُوحِ حانیت میں یہ دونوں نام ایک ہی ہیں۔

قرآن شریف میں چار سورتیں ہیں جو بہت پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں مسیح موعود اور اس کی جماعت کا ذکر ہے۔ (۱) سورۃ فاتحہ جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں ہمارے دعوے کا ثبوت ہے..... (۲) سورۃ جمجمہ میں وَآخِرِينَ مِنْهُمْ مسیح موعود کی جماعت کے متعلق ہے۔ یہ ہر جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ (۳) سورۃ کہف جس کے پڑھنے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ اس کی پہلی اور بھلی دس آیتوں میں دجال کا ذکر ہے (۴) آخری سورت قرآن کی جس میں دجال کا نام خناس رکھا گیا ہے۔ یہ وہی لفظ ہے جو عبرانی میں توریت میں دجال کے واسطے آیا ہے یعنی تحاش ۲۰ آفزا۔ ایسا ہی قرآن شریف کے اور مقامات میں بھی بہت ذکر ہے۔

(المکمل جلد ۵ صفحہ ۲۲ مورخ ۲۷ جنوری ۱۹۰۱ صفحہ ۱۱)

فرشتہ نیکی میں ترجیب اور مدد دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے آیتَهُمْ بِرُوْجِرِ مِنَهُ اور شیطان

بدی کی ترغیب دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یو شیو سُ۔ ان دونوں کا انکار نہیں ہو سکتا ظلمت اور نور
ہر دو ساتھ لگتے ہوئے ہیں۔ عدم ملتم سے عدم شے ثابت نہیں ہو سکتا۔ ماسوئے اس عالم کے اور بہاروں مجاہدات
ہیں۔ گویا یہ ذکر ہوں۔ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں شیطان کے ان وساوس کا ذکر ہے جو کروہ لوگوں کے دلیان
ان دونوں ڈال رہا ہے۔ بڑا وسوسہ یہ ہے کہ ربوبیت کے متعلق غلطیاں ڈالی جائیں جیسا کہ امیر لوگوں کے پاس بہت
مال و دولت دیکھ کر انسان کہے کہیں پروردش کرنے والے ہیں۔

اس واسطے حقیقی رتب الناس کی پیناہ چاہئے کے واسطے فرمایا پھر دنیوی ہادشا ہوں اور حاکموں کو انسان مختار مطلق کہنے لگ جاتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ ملکِ النّاس اللہ کی ہے۔ پھر لوگوں کے وساوس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو خدا کے برابر مانئے لگ پڑتے ہیں اور ان سے خوف و بوجار کھٹتے ہیں اس واسطے اللہ النّاس فرمایا۔ یہ تین وساوس ہیں ان کے دو در کرنے کے واسطے یہ تین تعویذ ہیں اور ان وساوس کے ڈالنے والا وہی خناس ہے جس کا نام توریت میں زبان مجرمانی کے اندر ناخاکش آیا ہے جو حوتا کے پاس آیا تھا چھپ کر حملہ کرنے والا۔ اس سورت میں اُسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہٹوا کہ دجال بھی جرنیں کرے گا بلکہ چھپ کر حملہ کرے گا تاکہ کسی کو نجربہ ہو۔ جیسا کہ پادریوں کا حملہ ہوتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ شیطان خود حوتا کے پاس گیا ہو بلکہ جیسا کہ اب چھپ کر آتا ہے دیسا ہی قب بھی چھپ کر گیا تھا۔ کسی آدمی کے اندر وہ اپنا خیال بھردیتا ہے اور وہ اُس کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ کسی ایسے مخالف دین کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈال دی تھی اور وہ بہشت جس میں حضرت اُدمُ رہتے تھے وہ بھی زمین پر ہی تھا۔ کسی بد نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

جس کو اس سورت میں خناس کہا جس سے بچنے کی ہدایت کی۔ اور یہ جو فرمایا کہ رب کی پناہ میں آؤ اس سے معلوم ہو تو اک یہ جسمانی امور نہیں ہیں بلکہ روحانی ہیں۔ خدا کی صرفت، معارف اور خالق پر پکے ہو جاؤ تو اس سے پنج جاؤ گے۔ اس اخري زمانہ میں شیطان اور آدم کی اخري جنگ کا خاص ذکر ہے شیطان کی رٹائی خدا اور اس کے فرشتوں سے آدم کے ساتھ ہو کر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے ہلاک کرنے کو پورے سامان کے ساتھ اُترے گا اور خدا کا سیع اس کا مقابلہ کرے گا۔ یلفظ مشیح ہے جس کے معنی خلیفہ کے ہیں عربی اور عبرانی میں۔ حدیثوں میں سیع لکھا ہے اور قرآن شریف میں خلیفہ لکھا ہے۔ غرض اس کے لئے مقدر تھا کہ اس اخري جنگ میں خاتم الخلفاء جو چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوا کامیاب ہو۔

(الحکم جلد ۶۷ صفحہ ۱۹۰۲ء)

غرض سورۃ تبّت میں **غَيْرِ الْمَغْصُوبِ عَلَيْهِمْ** کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے اور **وَلَا الضَّالِّينَ** کے مقابل قرآن شریف کے آخر میں سورۃ اخلاص ہے اور اس کے بعد کی دونوں سورتیں سورۃ المنان اور سورۃ النساء ان دونوں کی تفسیر ہیں۔ ان دونوں سورتوں میں اس تیرہ و تاریز مانہ سے پناہ مانگی گئی ہے جبکہ سیع موعود پر گزر کا فتویٰ لکھا کر مَغْصُوبِ عَلَيْهِمْ کا فتنہ پیدا ہو گا اور عیسائیت کی ضلالت اور ظلمت دینا پر بحیط ہونے لگے گی۔ پس جیسے سورت فاتحہ میں جو ابتدائے قرآن ہے ان دونوں بلاਊں سے محفوظ رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کے آخر میں بھی ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم کی تاکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ اول باخسر نسبتے دارہ۔

(الحکم جلد ۶۷ صفحہ ۱۹۰۲ء)

جیسے سورت فاتحہ کو **الضَّالِّينَ** پر ختم کیا تھا ویسے آخری سورت میں خناس کے ذکر پر ختم کیا تاکہ خناس اور ضالیں کا تعلق معلوم ہو اور آدم کے وقت میں بھی خناس جس کو عبرانی زبان میں مخاش کہتے ہیں جنگ کے لئے آیا تھا۔ اس وقت بھی سیع موعود کے زمانہ میں جو آدم کا مثالیں بھی ہے ضروری تھا کہ وہی سخاں ایک دوسرے بہاس میں آتا اور اسی لئے عیسائیوں اور مسلمانوں نے بالتفاق یہ بات تسلیم کی ہے کہ آخری زمانہ میں آدم اور شیطان کی ایک عظیم الشان رٹائی ہو گی جس میں شیطان ہلاک کیا جاوے گا۔ اب ان تمام امور کو دیکھ کر ایک خدا ترس آدمی ڈر جاتا ہے۔ کیا یہ میرے اپنے بنائے ہوئے امور ہیں جو خدا نے جمع کر دئے ہیں۔

کس طرح پر ایک دائرہ کی طرح خدا نے اس سلسلہ کو رکھا ہوا ہے۔ **وَلَا الضَّالِّينَ** پر سورت فاتحہ کو جو قرآن کا آناز ہے ختم کیا اور پھر قرآن شریف کے آخر میں وہ سورتیں رکھیں جن کا تعلق سورت فاتحہ کے انجام سے ہے۔ ادھر سیع اور آدم کی ممائنت مٹھرائی اور مجھے سیع موعود بنایا تو ساتھ ہی آدم بھی میرانام رکھا۔ یہ باتیں معمول نہیں ہیں یہ ایک علمی سلسلہ ہے جس کو کوئی رد نہیں کر سکتا یونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھی ہے۔

(الحکم جلد ۶۷ صفحہ ۱۹۰۲ء)

بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے ابتداء میں بھی ان (عیسائیوں) کا ہی ذکر کیا جسیے کہ وَلَا إِنَّمَا يَذَكُّرُ
پر سورۃ فاتحہ کو ختم کیا اور پھر قرآن شریف کو بھی اسی پر تمام کیا کہ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک
خود کرو اور وسط قرآن میں بھی ان کا ہی ذکر کیا اور تکادُ الشَّمَوْتُ يَتَقَطَّعُونَ مِنْهُ کما۔ بتاؤ اس دجال کا بھی کیسی
ذکر کیا جس کا ایک خیالی نقشہ اپنے والوں میں بنائے بیٹھے ہیں۔ پھر حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے لئے سورہ کاف
کی ابتدائی آیتیں پڑھواں میں بھی ان کا ہی ذکر ہے۔ اور احادیث میں ریل کا بھی ذکر ہے۔ غرض جہاں تک غور کیا
جاوے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ذہن میں آ جاتا ہے کہ دجال سے مراد یہی نصاریٰ کا گروہ ہے۔

(المکمل جلد ۴ صفحہ ۲۸۹ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۲ء)

جب ماں کی تولیت سے نکل آئئے تو انسان کو بالطبع ایک متوالی کی ضرورت پڑتی ہے۔ طرح طرح سے اپنے
متولی اور لوگوں کو بناتا ہے جو خود کمزور ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات میں غلطان ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرا کی خبر
نہیں لے سکتے لیکن جو لوگ ان سب سے منقطع ہو کر اس قسم کا تقوا ہو اور اصلاح اختیار کرتے ہیں ان کا وہ خود
متوالی ہو جاتا ہے اور ان کی ضروریات اور حاجات کا خود ہی کفیل ہو جاتا ہے۔ انہیں کسی بناوٹ کی ضرورت ہی نہیں
رہتی۔ وہ اس کی ضروریات کو ایسے طور سے سمجھتا ہے کہ یہ خود بھی اس طرح نہیں سمجھ سکتا اور اس پر اس طرح فضل
کرتا ہے کہ انسان خود حیران رہتا ہے۔ گردنہستانی بستم میں زند والی نوبت ہوتی ہے لیکن انسان بہت سے
زمانے پا لیتا ہے۔ جب اس پر ایسا زمانہ آتا ہے کہ خدا اس کا متوالی ہو جائے یعنی اس کو خدا تعالیٰ کی تولیت حاصل
کرنے سے پہلے کئی متوالیوں کی تولیت سے گذرنا پڑتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝
مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَيْهِ النَّاسُ ۝ مِنْ شَرِّ الْوُسُوْسِ ۝ الْخَنَّاسِ ۝ الْيَذِنِي يُوَسِّوْسُ ۝ فِي صَدْرِ النَّاسِ ۝
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

پہلے حاجت ماں باپ کی پڑتی ہے پھر جب بڑا ہوتا ہے تو بادشاہوں اور حاکموں کی حاجت پڑتی ہے پھر
جب اس سے آگے دم بڑھاتا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جن کو میں نے متوالی سمجھا
ہوا تھا وہ خود ایسے کمزور تھے کہ ان کو متوالی سمجھنا میری غلطی تھی کیونکہ انہیں متوالی بنانے میں نہ تو میری ضروریات
ہی حاصل ہو سکتی تھیں اور نہ ہی وہ میرے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور
ثابت قدمی دکھانے سے خدا تعالیٰ کو اپنا متوالی پاتا ہے۔ اس وقت اس کو بڑی راحت حاصل ہوتی ہے اور
ایک سببی طاقتیت کی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے خصوصاً جب خدا کسی کو خود کہے کہ میں تیرا متوالی ہوا تو اس

وقت جو راحت اور طمانتیت اس کو حاصل ہوتی ہے وہ ایسی حالت پیدا کرتی ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا یہ حالت تمام تلخیوں سے پاک ہوتی ہے۔ (البدر جلد ۳۷ صفحہ ۲۹ مورخ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

تمہارے
والحمد لله

